REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱   شمارہ ۱۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب مدیر:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:- ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

[illegible] قادیان ۱۴۳۵۱۶

۴ ذیقعدہ ۱۴۱۲ ہجری   ۷ ہجرت ۱۳۷۱ ہش   ۷ مئی ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اپنے اہل و عیال کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو!

ارشادِ باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (سورۃ النساء : آیۃ ۲۰)

ترجمہ

اے ایماندارو! تمہارے لئے (یہ) جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور تم انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ جو (کچھ) تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ (چھین کر) لے جاؤ ہاں اگر وہ کسی کھلی (کھلی) بدی کی مرتکب ہوں (تو اس کا حکم اُوپر گذر چکا ہے) اور اُن سے اچھا سلوک کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو (یاد رکھو کہ یہ) بالکل ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت (سا) بہتری (کا سامان) پیدا کر دے۔

ارشاداتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"...... دیکھو مَیں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دُعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دُعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجُز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُنیا کے لالچ میں پھنسا ہُوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پُورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور اُمورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہدِ خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی جو خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدیٔ معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمارباز، خائن، مُرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور اُن کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔"

(کشتی نوح)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ ہجرت ۱۳۷۱ ہش!

لڑکیوں کا یہ وحشیانہ قتلِ عام!

شادی مرد و عورت کے پیار و محبت کا ایک ایسا اٹوٹ بندھن ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف دو انسانوں میں جسمانی و قلبی تعلقات کا قیام ہوتا ہے بلکہ دو خاندان بھی انسانی رشتوں کے پاک اور مقدس بندھن میں باندھے جاتے ہیں۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ خاندان جو اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی سے قبل تو ایک دوسرے سے قریب ہوتے ہیں بعض دفعہ شادی کے بعد اس حد تک دُور ہو جاتے ہیں کہ دشمنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ دوسرے کی لڑکی جو اُن کے گھر بہو بن کر اور ان کی عزت بن کر آتی ہے اُسے محض عارضی دنیوی فوائد و متاع کے حصول کے لئے جان تک سے مار دینے اور زندہ جلا ڈالنے سے دریغ نہیں کرتے۔ پہلے تو یہ لڑکیاں اپنے خاوند کی بے وقت موت کے بعد ستی جیسی بھیانک رسم کا شکار ہوتی تھیں۔ اور اب وہ خاوند کی زندگی میں ہی ستی ہو جاتی ہیں۔

(۱)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیاہ کر لائی گئی لڑکیوں کے متعلق "مُحْصَنٰتٌ" (نساء) کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ عربی زبان میں "حِصْنٌ" کا لفظ قلعے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مُحْصَنٰتٌ کا مطلب ہوگا کہ بیاہ کر لائی جانے والی لڑکیاں اپنی عزت و آبرو اور حفاظت کے لحاظ سے گویا اپنے خاوند اور اس کے رشتہ داروں کے پاس ایک قلعہ بند شکل میں ہوتی ہیں۔ جس طرح زمانہ قدیم میں قلعوں کی تعمیر سے آنے والے دشمنوں کے مقابلہ اور دفاع کا کام لیا جاتا تھا اسی طرح شادی شدہ عورتیں اپنے آپ کو خاوند کے گھر میں محفوظ و مامون پاتی ہیں۔ سبحان اللہ! کس قدر پاک اور پُرامن معاشرے کا حسین نظارہ کھینچا گیا ہے۔

(۲)

اسلام کی سنہری تعلیم کی رُو سے والدین کے لئے اس حد تک تو جائز ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی سہولت اور آرام کی خاطر شادی کے وقت اپنی استطاعت کے مطابق اُسے کچھ سامان وغیرہ دیں۔ لیکن مرد کے لئے یہ قطعاً حرام ہے کہ شادی کے موقع پر منہ کھول کر لڑکی کے والدین سے کسی جہیز یا رقم کا مطالبہ کرے۔ بالمقابل اس کے مرد پر یہ لازم ہے کہ شادی سے قبل اپنی بیوی کے لئے حق مہر مقرر کرے۔ اور اس کے لئے قرآن مجید میں "قِنطار" یعنی ڈھیر سارے مال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ غریب اپنی حیثیت کا ڈھیر اور جو صاحب استطاعت ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر زیادہ سے زیادہ مہر دے سکتا ہو دے۔ تاکہ عورت آزادانہ طور پر اپنی ضروریات خاوند کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد پوری کر سکے۔ پس اسلام کے نزدیک مرد کے لئے عورت سے مانگنا تو دُور کی بات ہے اُسے عورت کو مہر ادا کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر جب کوئی مرد (طلاق) کی صورت میں عورت کو چھوڑتا ہے تو سارے کا سارا مہر اُسے ادا کرنا ہوتا ہے۔

(۳)

اسی طرح مرد کی ذمہ داری یہ بھی قرار دی گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پینے، رہائش، کپڑوں اور دیگر بنیادی ضروریات کا ہر وقت خیال رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ"

ترجمہ: جس کا بچہ ہے (یعنی جو والد ہے) اُس کے ذمہ حسب دستور کھانا اور کپڑوں کا انتظام کرنا واجب ہے۔

پھر فرمایا: "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" (نساء ع۳)

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرو۔

اسی طرح فرمایا: "اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ"

کہ جہاں تم سکونت اختیار کرو وہیں ان کو ٹھہراؤ۔ (یعنی ٹھہرنے اور رہائش کی جگہ دینے کی تمہاری ذمہ داری ہے) ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو اور ان پر کسی قسم کی تنگی نہ کرو۔

پس اسلام ہر قسم کی لالچ اور خود غرضی کا خاتمہ کر کے مرد کو نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے بلکہ اپنی بیوی اور بچوں کی تمام بنیادی ضروریات کا خیال رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے آج کے معاشرے میں اسلام کی ان حسین تعلیمات کو نظر انداز کر کے جہاں وحشیانہ قسم کی لالچ اور خود غرضی کا دور دورہ ہے جس کے نتیجہ میں آج کی عورت نہایت کسمپرسی اور مظلومیت کا شکار ہے وہاں اس مظلوم عورت کو مظالم سے بچنے کا جو علاج سمجھایا جا رہا ہے وہ بھی نہایت مضحکہ خیز ہے۔ مزید عجیب انگیز بات یہ ہے کہ ایسی نصیحتیں کرنے والے اپنے آپ کو اونچے طبقہ کے کہلانے کے علاوہ جدید معاشرے کے ترقی یافتہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ایسے ظلم و تشدد کے واقعات کے باعث لڑکی کو چاہیئے کہ وہ خود اپنا جوڑا تلاش کرے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جب لڑکا اور لڑکی خود اپنا جوڑا تلاش کریں گے تو اس کے نتیجہ میں ان کے رشتہ ازدواج کی بنیاد محبت و پیار پر ہوگی اور وہ لالچ اور مفاد پرستی سے دُور رہیں گے۔ لیکن شادی کی اس طرز سے اندھی بھیانک نتائج رونما ہو رہے ہیں۔ نوجوان لڑکیوں کے آزادانہ میل جول کے نتیجہ میں بعض انسان نما بھیڑیے ہمیشہ کے لئے لڑکیوں کی زندگیاں تباہ کر دیتے ہیں۔ شادی کے حسین وعدے کر کے اور سبز باغ دکھا کر لڑکیوں کو اپنی جنسی خواہشات کے چنگل میں پھنسا لیتے ہیں۔ اور پھر اس سے بہتر لڑکی مل جانے پر پہلی لڑکی کو روتی سسکتی ہوئی چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ یا اس طرح اصلاح کے نام پر معصوم لڑکیوں کو جان بوجھ کر ہلاکت کے گڑھوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔ ایسی شادی جسے عرف عام میں لَو میرج (LOVE MARRIAGE) کا نام دیا جاتا ہے اگر اس میں شادی کی ظاہری رسوم ادا بھی ہو جائیں تو شادی کے بعد اکثر میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ اور پھر تلخی کی انتہا بعض دفعہ قطع تعلق تک جا پہنچتی ہے۔ اس کی کئی مثالیں آئے دن اس جدید معاشرے میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

بلاضرورت صرف معاشقہ کی خاطر غیر مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط سے گناہ اور بربادیوں کے ایسے بیج بوئے جاتے ہیں جو بعد میں معصوم لڑکیوں اور ان کے لواحقین کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس موقع پر بھی اسلام حکمت و دانائی سے بھری ہوئی حسین تعلیم پیش کرتا ہے۔

(۴)

اسلام کے نزدیک کنواری لڑکی کی شادی اُس کی اپنی پسند کے ساتھ ساتھ اس کے ولی (یعنی باپ، بھائی وغیرہ) کی اجازت سے ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ایک زمانہ کے تجربہ اور اپنی اولاد یا بہن سے ذاتی اور جذباتی تعلق ہونے کے باعث وہ اس کے نفع و نقصان کو صحیح رنگ میں سمجھ سکتے ہیں۔

پس یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے کہ جہیز کے لینے اور دینے پر پابندی لگا کر یا لَو میرج (LOVE MARRIAGE) کی حوصلہ افزائی کر کے جہیز کے باعث ہونے والی گھناؤنی اموات کو روکا جا سکتا ہے۔ اس کے روک تھام کی صرف اور صرف یہی صورت ہے کہ اسلام کی ان سنہری تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم پر عمل ہی آئے دن کی قتل و غارت اور جلنے جلانے کے المناک واقعات سے نجات دلانے کا واحد ذریعہ ہے ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

(منیر احمد خادم)

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات کی خبر سُن کر

حضرتِ آصفہ بیگم تو تھیں سب کی پیاری
اُن کی صحت کے لئے روتی تھی خلقت ساری

دِل بھی روتا تھا۔ تو آنکھوں سے رواں تھے آنسو
جس گھڑی ہم نے سُنی خبر کہ "بازی ہاری"

حضرتِ آصفہ جو حرم تھیں آقا کی عزیز
آج اس فانی جہاں سے ہوئیں رخصت پیاری

یہ خدا کی ہی مشیّت ہے گِلہ کس سے کریں
میری ہر ایک خوشی آقا کے تبسّم پہ واری

ہم تو راضی ہیں رضا تیری پہ میرے پیارے
دِل ہمارے تو تہی صبر سے اب کی بار تھا

اپنی قربت میں جگہ خاص عطا کر دیجو
بخش دینا جو خطائیں ہوں وہ خود تو ساری

پیارے آقا کو بھی تو دے صبر عطا کر تا کریم
تاکہ رکھ پائیں "مشن" اپنے کو یہ ہم جاری

سب عزیزوں کو اقارب کو بھی دے صبر جمیل
سایۂ رحم و کرم اُن پہ سدا ہو باری

آج جس ہستی سے محروم ہوا تیرا خلیق!
ہجر میں اس کے تو مغموم ہے ملّت ساری

خلیق بن فائق گورداسپوری

لیلۃ القدر کا ساری زندگی سے تعلق ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو یہ مبارک لمحہ نصیب ہو گیا اور زندگی تاریک ہے تو کتنا بڑا دھوکہ ہے

قرآن کا نور اور محمد مصطفیٰ صلعم کا نور اگر آپ کو عطا نہیں ہوتا تو ہزار بجلیاں آپ پہ چمکیں روشنی کا نہیں ہلاکت کا پیغام لیکر آئیں گی

پس اے احمدیو اس رات کی قدر کرو تم پہ وہ صبح طلوع کرتی ہے جو نور مصطفوی کی صبح ہو گی جو نور فرقان کی صبح ہو گی

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۲۷ امان ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن۔

نوٹ:- محترم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الدخان کی آیات ۲ تا ۷ کی تلاوت فرمائی جو درج ذیل ہیں:-

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

بعدہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

امسال ایک دفعہ پھر رمضان اپنے اس عشرہ میں داخل ہو گیا ہے۔ جس میں رمضان کی راتیں نسبتاً زیادہ بھیگ جاتی ہیں اور دن بھی بھیگ جاتے ہیں۔ یہ وہ عشرہ ہے جو

دعاؤں کی قبولیت کا عشرہ

ہے۔ اگرچہ ہر دن انسان پر دعا کی قبولیت کا دن بن کر چڑھ سکتا ہے اگر اسے سچی توبہ اور استغفار کی توفیق ملے لیکن یہ وہ دن ہیں جو خصوصیت کے ساتھ قبولیت دعا کے دن کہلاتے ہیں اور یہ وہ راتیں ہیں جو خصوصیت کے ساتھ قبولیتِ دعا کی راتیں کہلاتی ہیں کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں یہی خبر دی ہے کہ ان راتوں میں گویا خدا اپنے بندوں کے زیادہ قریب آجاتا ہے۔ ان راتوں کے ساتھ کچھ خاص تقدیریں وابستہ ہیں اور ان تقدیروں کو القدر کے طور پر قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ القدر سے مراد سارا نظام تقدیر بھی ہے اور اس کے اور بھی بہت سے معانی ہیں جن سے متعلق میں بعد میں مزید کچھ گفتگو کروں گا مگر یہ وہ راتیں ہیں جن میں انسان کی تقدیر بنائی جاتی ہے اور انسان اس تقدیر کے بننے کی راہ میں روک بھی بن جاتا ہے اور خود اپنے مقدر کو بگاڑ بھی لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ کس کا مقدر بنا ہے اور کس کا بگڑا ہے ان معنوں میں بھی لیلۃ القدر کا تعلق ساری انسانی زندگی کے ماحصل سے ہے اور انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینہ انسان کی اوسط زندگی کو ظاہر کرتا ہے اور قدر کی ایک رات جس میں انسان کی تقدیر بن جائے وہ اس کی ساری زندگی سے بہتر ہے کیونکہ اس کی ساری زندگی کی غفلتیں، اس کے گناہ اس رات میں دھوئے جاسکتے ہیں اور اگر یہ رات اُسے نصیب نہ ہو تو ساری زندگی باطل ٹھہرتی ہے۔

لیلۃ القدر جس کی تلاش کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آخری عشرے میں طاق راتوں میں حکم دیا اس کا ایک تعلق تو فرد کے ساتھ ہے اور ایک معین رات کے ساتھ ہے یعنی ایسی رات آتی ہے جس میں قبولیت کا ایک خاص لمحہ انسان کو عطا کیا جاتا ہے اور یہ رات ایک معین رات بن کر آتی ہے اور آخری عشرے میں اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں رات لیلۃ القدر ہو سکتی ہے۔ فرمایا: اس کو تلاش کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ آخری عشرے میں غیر معمولی طور پر جدوجہد کرو اور اپنی کمریں کس لو جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرے میں اپنی کمر کس لیا کرتے تھے پہلے بھی بہت عبادت کرنے والے تھے مگر عبادت کا جو جوش و خروش آخری عشرے میں ظاہر ہوتا تھا اس کی کوئی مثال نہیں اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور تلاش کرو کہ تمہیں بھی نصیب ہو جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ رات ہے تو معین لیکن ہر شخص کے مقدر میں نہیں ہے اور قدر کے ایک یہ معنی بھی اس رات پر صادق آتے ہیں کہ یہ رات خود بخود اٹھ بڑھا کر ہر ایک کو نصیب نہیں ہو سکتی بلکہ یہ رات خود فیصلہ کرے گی کہ میں نے کس کا مقدر بننا ہے اور کس کا مقدر نہیں بننا۔ پس ان معنوں میں افراد کے ساتھ جو اس کا تعلق ہے۔ ایک معین رات آتی ہے معین اشخاص کو نصیب ہوتی ہے اور بہت سے ہیں جو بدنصیبی میں محروم رہ جاتے ہیں اس کی پہچان میں نور کی تلاش کی بہت باتیں کی جاتی ہیں اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ روشنی نازل ہوں آسمان میں بادل ہوں چھینٹے پڑیں۔ اور خاص قسم کی روشنی کا آپ مشاہدہ کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ

مغفرت کی رات

ہے۔ بخشش کی رات ہے اور پاک تبدیلی کی رات ہے وہ نور ہے جس کو تلاش کرنا چاہیئے اور یہ نور ظاہری طور پر بھی متمثل ہو سکتا ہے اس سے انکار نہیں لیکن یہ دل میں ایک شعلے کے طور پر گرتا ہے اور جس کے دل پر یہ نور نازل ہو وہ جان لیتا ہے کہ آئندہ اس کی زندگی ایک تبدیل شدہ زندگی ہے اس پر انقلاب آچکا ہے پہلی زندگی نہیں رہی اور پہلی زندگی اس کے مقابل پر ایک رات دکھائی دیتی ہے جس کے آخر پر توبہ اور قبولیت کی وہ فجر نمودار ہوتی ہے جس کے متعلق فرمایا گیا کہ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کہ مطلع فجر تک یہ رات جاری رہتی ہے لیکن قدر کا آخری مقام مطلع فجر ہے اور یہ مطلع فجر جس کو نصیب ہو جائے گویا اسے قدر کی رات مل گئی اگر مطلع فجر نہ ہوا تو اندھیرا تو اس کے مقدر میں رہا لیکن قدر کی رات نصیب نہ ہوئی۔

لَيْل اور لَيْلَة میں ایک فرق ہے جو امام لغت مرزوقی نے خصوصیت سے بیان کیا ورنہ بہت سے اہل لغت یہ کہتے تھے یا کہتے رہے ہیں اب بھی کہتے ہوں گے کہ لَيْل اور لَيْلَة ایک ہی چیز کے دو نام ہیں لیکن مرزوقی نے بہت ہی حکمت کی بات کہی ہے۔ مرزوقی نے کہا کہ لیل اور لیلۃ مشترک معنی بھی رکھتے ہیں دن کے مقابل پر رات نہار کے مقابل پر لیل یہ ممکن ہے کہ اسی طرح ہم وزن اور ہم معنی ہوں جیسے یوم کے مقابل پر لیلۃ کہا جاتا ہے۔ لیکن مرزوقی[1] نے کہا کہ حقیقت میں جس طرح لیل اور نہار [illegible]

[1] اقرب الموارد زیر لفظ لیل

کا بجز ہے۔ اسی طرح یوم اور لیلہ کا جوڑا ہے اور ان دونوں کے اندر مشترک معنی پائے جاتے ہیں۔ نہار ایک عام دن کو کہتے ہیں زمانے کو نہیں کہتے چنانچہ قرآن کریم میں آپ کو کہیں بھی نہار کا لفظ ایک وسیع زمانے پر اطلاق پاتا ہوا دکھائی نہیں دے گا لیکن یوم کا لفظ قرآن کریم میں ہمیشہ ایک معین دن سے زیادہ پھیلے ہوئے وسیع زمانے کو ظاہر کرنے کے لئے بیان فرمایا گیا چنانچہ چھ دنوں میں زمین و آسمان کی پیدائش یہ ظاہر کرتا ہے کہ بہت وسیع زمانے سے یوم کا تعلق ہے۔ پھر قرآن کریم میں ایسے یوم کا ذکر فرمایا جو اس شمار کے مطابق ایک ہزار سال کی مدت سے برابر ہے جو ہم کرتے ہیں۔ پانچ ہزار سال کا دن بھی بتایا گیا اور پچاس ہزار سال کا یوم بھی بیان فرمایا گیا تو اگر مرزوقی کی بات درست ہے اور یقیناً درست ہے تو لیلۃ میں بھی اسی طرح وسعت پائی جائے گی اور وسیع زمانہ پایا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیغام کا اور قرآن کریم کا کسی ایک معین رات سے جو نہار کے مقابل کی لیل ہو تعلق نہیں ہے بلکہ ایک ایسی وسیع رات سے تعلق ہے جس کے مقابل پر یوم آتا ہے اور جو وسیع زمانہ رکھتی ہے۔ افراد کو تو ایک رات کا ایک لمحہ نصیب ہو جائے تو ان کی زندگی بن جاتی ہے اور ان کی زندگی کا مقصد پورا ہو جاتا ہے مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کا مقصد اس سے بہت زیادہ وسیع تھا اس لئے آپ کے اوپر لیلۃ القدر کا مضمون اپنی پوری وسعت اور پوری شان کے ساتھ چسپاں ہوگا اور ہرگز اسے ایک عام انسان کے اوپر صادق آنے والے لیلۃ القدر کے مضمون کے مساوی قرار نہیں دیا جا سکتا یا متشابہ قرار نہیں دیا جا سکتا یہ وہ معانی ہیں جن کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی اور فرمایا کہ لیلہ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی نسبت سے یہ بنتی ہے کہ سارا زمانہ تاریکیوں اور دکھوں میں کلیتہً ڈوب چکا تھا ایسی مصائب کی رات تھی ایسی گناہوں کے بحر ظلمات کے اور پھر بڑھ کر چھا جانے کی رات تھی کہ گویا ظلمات ہر جگہ مسلط ہو چکی تھی ان

اندھیروں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نور چمکا

اور یہ اس رات کی فجر تھی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اللہ کا جو نور نازل ہوا ہے یہ وہ نور ہے جس نے رات کی تقدیر بدلی ہے اور حتّٰی مطلع الفجر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طلوع مراد ہے اور اسی نسبت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سورج بیان فرمایا گیا جبکہ دیگر انبیاء کو مختلف القابات ملے ہیں۔ سورج کا لفظ خصوصیت کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے مقدر فرمایا گیا اور اس میں یعنی خدا کے اس فیصلے میں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سورج بیان فرمایا جائے لیلۃ القدر کے معانی اور فجر کے معانی مضمر ہیں لیل کبھی نصف دنیا پر آتی ہے کبھی دوسری نصف دنیا پر آتی ہے اور سورج وہ ہے جو دونوں دنیاؤں کی قسمت بدل دیتا ہے دونوں دنیاؤں کے اندھیروں کو باطل کر کے دن چڑھا دیتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو عالمی انقلاب برپا فرمانا تھا اس کا تعلق زمین کے کسی ایک خطہ سے نہیں تھا بلکہ تمام کائنات پر جو رات چھا جانی تھی اور چھا چکی تھی۔ رات چھا جانی تھی … پر میں مزید روشنی ڈالوں گا جو رات چھا چکی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے میں پھر اس مضمون کو شروع کرتا ہوں یہ وہ ایسی رات تھی جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ[1] یعنی خشکی اور تری سارے فساد سے بھر گئے تھے اس رات کو قدر کی رات کیوں قرار دیا گیا جو گناہوں اور ظلمات کی دنیا پر غیر معمولی طور پر چھا جانے اور اس کو مغلوب کرنے کی رات تھی اس لئے کہ قدر کی رات میں خدا نے آخر اس رات کی مشرق پی اور اس رات کو دن میں تبدیل کرنے والا سورج چڑھا دیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فجر ظاہر ہوئی ان معنوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فجر بن کر دنیائے معصیت پر طلوع ہوئے اور جس نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روشنی کے حصول کے لئے اپنے کواڑ کھولے، اپنے روشندان کھول دئے اپنے دل کے دریچے کھول دئے اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پا لیا اور اس کے تمام اندھیرے روشنیوں میں بدل کے رہ گئے اس نور کے سامنے آنے سے گریز کیا یا اس نور کی روشنی کے تھوڑے حصے اپنی ذات کے خلاف خساست سے کام لیا اور کنجوسی سے کام لیا کچھ کواڑوں پر پردے ڈال رکھے اور کچھ حصے اس نور کے لئے پیش کر دئے ان کی حالت بھی یہی حالت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیض سے کسی حد تک فیضیاب ہوئے اور کچھ اندھیرے کو انہوں نے باقی رکھا ہے۔ ان سے کیا سلوک ہوگا اس کے متعلق قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی مغفرت فرمائے چاہے تو ان کو پکڑے۔ یہ ان کا معاملہ محفوظ معاملہ نہیں ہے اور ان کے لئے مقام خوف موجود ہے پس اس مقام خوف کو دور کرنے کے لئے یہ رات آتی ہے جو کہ انفرادی پیغام بن کر آتی ہے۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں بھاری تعداد ایسے انسانوں کی ہے جو مقام خوف پر موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کی پوری طرح قدر نہیں کر سکے ان کی زندگیوں کے بہت سے گوشے اندھیرے ہیں۔ ان کے بہت سے اخلاق تاریک اخلاق ہیں اور وہ ان اخلاق کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کو منعکس نہیں کرتے بلکہ اپنی ذات کی تاریکیوں کو اخلاق کی شکل میں دنیا پر ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔ پس یہ عجیب قسم کا ایک مجموعہ تضاد بن جاتا ہے کچھ نور ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نمائندگی میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اور کچھ اندھیرے ہیں جو اپنی ذات سے پھوٹ رہے ہیں اس کیفیت میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت مبتلا ہے ان کے لئے صبح کیسے نازل ہوگی۔ ان کے اندھیرے کس طرح روشنیوں میں تبدیل کئے جائیں گے اس کے جواب کے طور پر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے

یہ لیلۃ القدر ایک نعمت عطا ہوئی ہے

اور یہ فرمایا گیا ہے کہ تم سارا سال جتنی کوشش کرتے ہو ساری زندگیاں جتنی کوشش کرتے ہو اور تم ان کوششوں کے نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہ جاتے ہو تمہارے لئے مایوسی کی کوئی بات نہیں جس ذات کو میں نے دنیا کے اندھیروں کو روشنی میں تبدیل کرنے کے لئے بھیجا ہے اُس ذات پر جس رات میں نے یا جن راتوں میں میں نے قرآن کریم کا نزول فرمایا یہ راتیں مجھے اتنی پیاری ہیں کہ اگر ان راتوں میں اُٹھ کر میرا کوئی بندہ مجھ سے کامل خلوص کے ساتھ بخشش طلب کرے گا اور اپنے پُرانے گناہوں سے تائب ہوتے ہوئے میرے غفران کی چادر میں لپٹنے کے لئے بے چین ہو جائے گا تو میں اس سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ رات اس کی زندگی کی تمام راتوں اور تمام دنوں سے زیادہ بہتر ہوگی اور وہ اپنی زندگی کے مقصود اور مطلوب کو پا جائے گا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کا مقصود اور مطلوب دونوں دنیاؤں کو روشن کرنا اور ہر زمانے کے لئے روشن کرنا اور ہر زمانے کے لئے روشن کرتے چلے جانا تھا اور افراد کے لئے پیغام یہ تھا کہ وہ ایسی رات کو تلاش کریں جس سے ان کی ساری زندگی روشن ہو جائے چنانچہ لیلۃ القدر کا دور یعنی اس آخری عشرے کا دور ہمارے لئے وہ مبارک رات لے کر آتی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم اکثر اس عشرے کی خاص راتوں میں سے گزرنے کے بعد لیلۃ القدر کو تلاش کرتے ہوئے گزرنے کے باوجود پھر واپس اپنی تاریک راتوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں وہ تاریک راتیں جو ہمارے اپنے گناہوں اور ہماری اپنی کمزوریوں کی راتیں ہیں جن کو لیلۃ القدر نہیں کہا گیا جو صرف راتیں ہی ہیں کیونکہ ان کے ساتھ قدر کی کوئی خوشخبری نہیں دی گئی پس یہی وہ راتیں ہیں جو قدر کی راتیں ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی تقدیر خیر بھی ظاہر ہوتی ہے اور تقدیر شر بھی۔ تقدیر شر ان بدنصیبوں کے لئے جو ان راتوں سے فائدہ اُٹھائے بغیر ان سے گزر جاتے ہیں اور تقدیر خیر ان کے لئے جو ان راتوں میں سے کوئی ایک لمحہ پا جاتے ہیں جس کی چمک دمک، جس کی لمعات ان کی ساری زندگی کی تاریکیوں کو روشن کر دیتی ہے۔ پس یہ وہ خاص مبارک راتیں ہیں جن میں ہم داخل ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کو ان کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے اور ہم میں سے ہر شخص کو انفرادی طور پر یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان راتوں سے گزر کر وہ ایک نیا انسان بن کر نکلے اور اس کی اپنی تاریک راتیں …

[1] سورہ روم آیت : ۴۲

سکے لئے اس ... منہ موڑ لیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سورج ہمیشہ کے لئے تابہ روشنی ہو اور اس کے ہر تاریک گوشے کو روشنی میں تبدیل فرمادے۔

دوسرا معنی جو زمانے کے ساتھ تعلق رکھنے والا معنی ہے اس کی تکرار کی طرف قرآن کریم میں اشارہ ہے اور اسی لئے میں نے آج کی تلاوت کے لئے سورۃ قدر کو نہیں چنا بلکہ سورۃ دخان کی ان آیات کو چنا ہے جن میں لیلۃ القدر کے دوبارہ ظہور کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ آئندہ زمانوں کے اندھیروں کو بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ذریعہ روشنیوں میں تبدیل فرمایا جائیگا اور یہ آنحضرت کا ہی فیض ہو گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ہی نور ہو گا جو دوبارہ آخری زمانہ میں چمکے گا۔

سورۃ دخان میں ان آیات کو رکھنے میں ایک بڑی حکمت ہے سورۃ دخان وہ سورۃ ہے جو اندھیروں سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کے متعلق فرمایا گیا کہ دھواں دنیا پر چھا جائیگا اور بڑا مہلک دھواں ہوگا۔ مادی لحاظ سے بھی وہ مہلک دھواں ہوگا۔ اس کی RADIATION زندگی کو ہلاک کرنے والی ہوگی اور روحانی لحاظ سے بھی ایک ایسی تہذیب کا دھواں ہوگا جو ساری دنیا کو روحانی ہلاکتوں میں مبتلا کر دیگا۔ جس پر اس دھوئیں کا سایہ آیا اس کے لئے روحانی موت کا پیغام بن کر آئیگا۔ ... نے اس کو قبول کیا اور اس سے محفوظ نہ رہا اس کی اُخروی زندگی گویا کہ ہمیشہ ... تباہ و برباد ہو گئی۔ ایسے موقعہ پر کوئی خوشخبری بھی تو ہونی چاہیئے تھی۔ کوئی بچنے کی راہ بھی تو تجویز ہونی چاہیئے تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دجال سے بھی ڈرایا اور سورۃ دخان ... اور ہمیں اس بات ... عطا فرمائی کہ

دجّال کا زمانہ سورۃ دخان میں بیان ہوا ہے

اور اس سے بچنے کے لئے ہمیں بہت سی نصائح فرمائیں۔ اُن نصائح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم دجال کے زمانے سے بچنے کے لئے سورۃ کہف کی پہلی دس آیات اور آخری دس آیات کی تلاوت کیا کریں کیونکہ ان میں دجال کی دونوں حیثیتوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس کے مذہب کی بھی کھلے کھلے لفظوں میں تعیین کی گئی ہے اور اس کی سائنسی ترقی کا بھی آخری آیات میں ذکر ہے۔ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا[1] کہہ کر فرمایا کہ وہ صنعت و حرفت میں اتنی حیرت انگیز ترقی کریگا کہ وہ خود بڑے فخر سے یہ سمجھا کرے گا اور سوچا کرے گا کہ دیکھو! میں کس شان کا خالق بن گیا ہوں۔ کیسی کیسی عجیب اور عظیم صنعتیں پیدا کر رہا ہوں گویا وہ خدا کے مقابل پر خدائی کا دعویدار بھی بن بیٹھے گا۔ ایسے موقعہ پر دجال کے دو فتنوں سے بچنے کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ ایک فتنہ مذہب کا فتنہ ہے یعنی خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا لینا اور عاجز بندوں کو واقعۃً خدا کا بیٹا قرار دے دینا اور دوسرا فتنہ ان کی تہذیب و تمدن اور صنعتوں کے نتیجہ میں پھیلنے والے شر کا فتنہ ہے۔ پس اس موقعہ پر ان سے بچنے کے لئے کیا ظہور پذیر ہوگا۔ فرمایا کہ گویا ایک اور لیلۃ القدر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی لیلۃ القدر ہے آخری زمانہ میں بھی ظاہر ہوگی اور اس زمانے کی بھی ... جائے گی۔ اس مضمون کو قرآن کریم میں مختلف جگہ پر مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا: وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[2] یعنی زمانے کی قسم ہے کہ سارا زمانہ گھاٹے میں چلا گیا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ ہے لیکن ایک استثناء ... تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ماننے والے بھی موجود ہوں گے اور اُن کا استثناء فرمایا گیا ہے۔ اس لئے اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو یہ دو مختلف زمانوں کی باتیں ہیں۔ ایک وہ زمانہ ہے جس کے متعلق فرمایا کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور وہ زمانہ ہے جب کہ اس فساد کو دور کرنے کے لئے ایک ہی سورج ظاہر ہوا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سورج ہے اور اسی کی شعاعوں اور اس کی روشنی کے نتیجہ میں پھر نورانی وجود پیدا ہونے شروع ہوئے لیکن جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ظاہر ہوئے جب تک آپ کی فجر طلوع نہیں ہوئی یہ رات مکمل رات تھی مگر اس زمانے کی جس رات کا ذکر سورۂ عصر میں بیان فرمایا گیا اس میں مستثنیٰ ساتھ ہی کر دیا۔ اور اس میں ایک یہ بھی خوشخبری ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ماننے والوں پر قیامت تک کوئی ایک ایسا دور نہیں آئیگا جس میں کچھ مؤمن اور کچھ صالحین ایسے نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ نے ہلاک ہونے والوں سے مستثنیٰ قرار نہ دیا ہے۔ لازماً قیامت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نور کسی نہ کسی شکل میں ضرور زمین پر جلوہ گر رہے گا اور ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آسکتا خواہ سارا زمانہ تاریکیوں میں ڈوب جائے کہ وہ تاریکیاں اس نور کو بھی غرق کر دیں۔ یہ ضرور چمکتا رہے گا اور ابد تک اس دنیا کو عطا کرتا رہے گا۔ پس وَالْعَصْرِ نے جس اندھیری رات کا ذکر فرمایا وہاں لیلۃ القدر کے مضمون کو ایک اور رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا روشنی پوری طرح مٹی نہیں ہے۔ ابھی موجود ہے۔ تم ٹٹولو اور دیکھو اپنے دلوں کو ٹٹول کر دیکھو اگر تم مؤمن ہو اور خدا کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے وابستہ ہو تو تم میں سے ہر ایک کے اندر استثناء کے امکانات موجود ہیں اور وہ استثناء کامل اس طرح بنے گا کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کیا جائے گا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان ہی نہیں لاتے بلکہ عمل صالح سے ایمان کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر اکیلے نہیں رہتے بلکہ اجتماعی کوشش کرتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ تو ان کے ذریعہ رات کس طرح تبدیل کی جائے گی اور کیسے تبدیل کی جاتی ہے۔ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

وہ ایسے بندے ہوں گے جو گھاٹے والے زمانہ سے مستثنیٰ ہوں گے

لیکن استثناء صرف اُن کی ذات تک محدود نہیں رہے گا۔ وہ اس بات پر راضی نہیں رہیں گے کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے اور ہم ہلاک ہونے والے نہیں بلکہ اُن کی صفات یہ بیان فرمائیں کہ محمد رسول اللہؐ پر ایمان لانے والے ہیں۔ نیک اعمال کرنے والے ہیں اور ان دونوں باتوں کو اپنی ذات تک محدود رکھنے والے نہیں ہیں بلکہ دعوت الی اللہ کرنے والے ہیں اور اپنی خوبیوں کو زمانے میں پھیلانے والے اور اپنی نیکیوں کو دنیا میں بانٹنے والے ہیں اور اُن کا طریق کیا ہے۔ فرمایا: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔ نیک نصیحت اُن کے پیغام پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ کوئی تلوار اُن کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی نیزے کی اَنی نہیں ہے جس سے ڈرا کر اور سینوں کو چھید کر وہ دلوں میں ایمان داخل کریں۔ وہ نیک نصیحت کرنے والے لوگ ہیں اور نیک نصیحت ایسی جو حق کے ساتھ کرتے ہیں۔ حق بات کی کرتے ہیں اور حق پر قائم رہتے ہوئے نیک نصیحت کرتے ہیں۔ اور پھر ... خواہ کتنے ... ٹھنے مایوس نہیں ہوتے اور اپنی نصیحت پر قائم رہتے ہیں اور ... رہتے ہیں۔ ان کے پائے ثبات پہ لغزش نہیں آتی۔ وہ اس بات سے قطع نظر کر کوئی کیسے ان کی نصیحت کا جواب دیتا ہے نیک نصیحت کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ وہ صبر کے ذریعہ نیک نصیحت کرتے ہیں۔ مسلسل کرتے چلے جاتے ہیں۔ کبھی نہیں تھکتے اور پھر دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ زمانہ بہت سے دکھوں میں مبتلا ہوگا اور اُن انسانوں کو صبر کی تلقین کرنا اُن کی امیدوں کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہوگا۔ پس وہ خود بھی خدا کے صابر بندے ہیں۔ نیک نصیحت پر صبر کر کے بیٹھ رہتے ہیں۔ حق بات کی نصیحت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو بے چین ہوتے ہیں کہ زمانے کا کیا بنے گا اُن کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں اور اُن کو بتاتے ہیں کہ یہ وہ نور ہے جو ضائع ہونے کے لئے نہیں آیا۔ یہ وہ نور ہے جس کی سرشت میں ناکامی نہیں لکھی گئی۔ یہ لازماً غالب آنے والا نور ہے کیونکہ یہ وہی نور ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے پہلے بیان فرمایا

[1] سورۃ الکہف آیت ۱-۱۰۵ - [2] سورۃ العصر آیت ۲ تا ۴

مطلع الفجر کہ فجر لازماً طلوع ہوگی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ذریعہ جو اندھیری رات ایک قدر کی رات میں تبدیل ہوئی ہے وہ لازماً روشنی پر منتج ہو جائے گی جیسے فجر کی روشنی ہوا کرتی ہے جو سارے عالم پر پھیلتی ہے اور یہ روشنی آنے والے زمانے میں ... ہے کہ یہ ساری دنیا پر پھیلے گا اور لازماً تمام دنیا اس نور سے استفادہ کرے گی۔ یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم کی مختلف آیات کے اکٹھے مطالعہ سے بڑی وضاحت سے بڑے واضح طور پر روشن ہوتا ہے۔

یہ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں اور جن کا سورۃ دخان سے تعلق ہے ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی آخرین میں بعثت سے تعلق ہے جس کی خوشخبری سورۃ جمعہ میں دی گئی تھی اور اسی لئے اس لیلۃ القدر کے دوبارہ ذکر کو سورۃ دخان کے ساتھ وابستہ فرمایا گیا کیونکہ اس سورۃ میں ایک بہت ہی خطرناک عالمی اندھیرے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حٰمٓ ۔ حمید اور مجید والا خدا ہے۔ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اور اس کھلی کھلی کتاب کی قسم ہے۔ اس کھلی کھلی کتاب کی گواہی ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کہ ہم نے اس قرآن کو جو صاحب حمد اور صاحب مجد خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے ایک ایسے تاریک زمانہ میں اتارا ہے جسے برکت دی گئی ہے۔ تاریک ہوتے ہوئے بھی وہ برکتوں کا زمانہ ہے کیونکہ تاریک راتوں میں جو روشنی پایا جاتا ہے اس سے بڑھ کر مبارک اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ دن کے ظاہر ہونے پر جو روشنی پاتے ہیں وہ روشنی تو ہر کس و ناکس کو مل جاتی ہے مگر اصل برکتیں ان لوگوں کے مقدر میں ہوتی ہیں جو اندھیری راتوں میں روشنیاں پا جاتے ہیں تو فرمایا ایک ایسی لمبی طویل رات کا زمانہ آنے والا ہے جس کے متعلق ہم تمہیں پہلے سے یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اس رات کے تمام دکھوں کا مداوا قرآن کریم میں ہے جو حمید اور مجید خدا کی طرف سے نازل کیا گیا۔ اسی کتاب کے نزول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے طفیل دنیا کی اندھیری راتوں کو مبارک راتوں میں تبدیل کرنا ہے لیکن یہ مبارک راتیں صرف ان کے لئے مبارک ہوں گی جو قرآن کریم کی روشنی سے فیض اٹھائیں گے۔ باقیوں کے لئے تو وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ کی تقدیر جاری ہو اور جاری رہے گی۔ پھر فرمایا: اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝

اب دیکھیں خدا تعالیٰ کا کلام کیا فصیح و بلیغ ہے۔ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کے بعد بظاہر یہ آنا چاہئے کہ خوش ہو جاؤ مبارک راتوں کا زمانہ آگیا ہے لیکن فرماتا ہے: اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۔ ہم تمہیں ڈرا رہے ہیں۔ پیغام کو سمجھو۔ راتیں راتیں ہی ہیں اور ان کے خطرات اسی طرح ہیں۔ ہم یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تعلق جوڑ کر تمہاری ظلم کی اندھیری راتیں مبارک راتوں میں تبدیل ہو سکتی ہیں لیکن تعلق ضرور پیدا کرنا ہوگا۔ اگر تم کچھ نہیں کرو گے اور کوشش نہیں کرو گے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نور سے اپنا تعلق نہیں جوڑو گے تو پھر تمہاری راتیں مبارک راتیں نہیں بن سکیں گی تو مُنْذِرِیْن پہ کر بات بیان فرمادی اور پھر اگلی آیت میں فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ میں اسی مضمون کو مزید وضاحت سے بیان فرمایا۔ چنانچہ فرمایا کہ یہ کیسی راتیں ہیں۔ یہ کیسا دور ہے جس میں قرآن کریم نازل فرمایا گیا ہے۔ یہ ایسا دور ہے جس میں فرق کرکے دکھایا گیا ہے۔ فرمایا: يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۔ يُفْرَقُ کا مطلب ہے کھول کھول کر بیان کر دیا گیا۔ تشریح کردی گئی اور فرق کر کے تمیز کر کے دکھا دیا گیا۔ کس بات میں؟ اَمْرٍ حَکِیْمٍ میں۔ حکمت والے امر میں یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کا جو امر نازل ہوا ہے اس میں فرق کرکے دکھا دیا گیا ہے) اور پھر امر کا مطلب تقدیر بھی ہے اور ہر اہم بات جس کا انسان سے تعلق ہے بھی امر الٰہی سے تعلق رکھتی ہے اور امر کا مطلب حکومت بھی ہے۔ پس صاحب حکومت، صاحب قدر، صاحب جلال خدا کی طرف سے جس کے سامنے ہم دنیا بالکل بے اختیار اور بے حیثیت ہے۔ جس کا امر چلتا ہے کسی اور کا امر اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ جب اپنا امر جاری فرماتا ہے تو کوئی صاحب امر رہتا نہیں ہے۔

اندھیروں میں اپنی جہالتوں میں بیٹھنے والے لوگ بعض دفعہ اپنے آپ کو صاحب امر سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں تھوڑی دیر کے لئے امر عطا ہوا ہے اور ہم ہی صاحب امر ہیں مگر قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ امر صرف خدا کے لئے ہے اور جب خدا اپنا امر اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے تو سارے امر باطل ہو جاتے ہیں۔ پس فرمایا کہ ہم نے فرق کر کے دکھانے والا کلام نازل فرمایا ہے۔ ایسا کلام جس میں ہر ایسے معاملے میں فرق کر کے دکھایا گیا ہے جو صاحب حکمت ہے اور انسان کی تقدیر سے اس کا تعلق ہے۔ ہر امر حکیم کو ہر بد امر سے الگ کرکے دکھا دیا گیا۔ یہ مطلب بنتا ہے جن حکمتوں کے خزانے لٹائے گئے ہیں اور ان میں کوئی بھی کنجوسی نہیں کی گئی۔ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے مصالح اور اس کے فوائد کے لئے جتنی بھی حکمتیں ضروری تھیں ان حکمتوں سے تعلق میں تمام امور بیان فرما دیئے گئے اور کھول کر بیان فرما دیئے گئے یعنی انسان کی تمام ضرورتیں قرآن کریم نے پوری کر دیں اور جس انسان کی ساری ضرورتیں پوری ہو جائیں اس کو کسی رات کا کیا ڈر رہتا ہے یہی وہ قرآن ہے جو لیلۃ یعنی اندھیرے کے زمانوں کو ایک دائمی روشنی کے زمانے میں تبدیل کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر یہ کلام نازل ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اسی لحاظ سے خدا کا نور کہلائے یعنی آپ میں اور کلام میں حقیقۃً کوئی فرق نہیں رہا جیسا کلام الٰہی تھا ویسے آپ بن گئے۔ جن سانچوں میں کلام الٰہی انسان کو ڈھالنا چاہتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہی سانچوں میں ڈھلتے چلے گئے۔ کلام مجسم نور تھا۔ پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بھی مجسم نور ہو گئے اور یہ وہ نور ہے جو لیلۃ القدر میں دکھائی دینا چاہیئے یعنی محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کا نور، کلام الٰہی کا نور تو درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس آپ اگر ایک ظاہری چمک کو، ایک بجلی کی چمک کو لیلۃ القدر سمجھ کر اپنی ذات میں خوش ہوتے رہیں تو آپ کی مرضی ہے جو چاہیں سوچیں اور سمجھا کریں لیکن وہ نور جو دل پر نازل نہیں ہوتا تو جیسا کہ میں نے کھول کر بیان کیا ہے قرآن کا نور اور محمد مصطفیٰ کا جو نور ہے وہ نور اگر آپ کو عطا نہیں ہوتا تو ہزار بجلیاں آپ پر چمکتی رہیں آپ کے لئے یہ روشنی کا پیغام نہیں بلکہ ہلاکت کا پیغام لے کر آئیں گی آپ کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے والی ہوں گی۔ آپ دھوکوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ نفس کے اندھیروں میں اور زیادہ ڈوب جائیں گے۔ آپ سمجھیں گے کہ آپ اہل اللہ بن گئے ہیں۔ اس رات ولی بن کر ابھرے ہیں لیکن اگر دل نے یہ گواہی نہ دی کہ آپ پر کلام الٰہی کا نور نازل ہوا ہے آپ کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے آپ کا ایک اٹوٹ رشتہ جوڑ دیا گیا ہے تب تک یہ ظاہری علامتیں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ہاں اگر یہ نصیب ہو جائے تو پھر بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار اور محبت کے سلوک کے اظہار کے طور پر یہ ظاہری علامتیں بھی ظاہر فرماتا ہے۔

قادیان میں بچپن کے زمانہ میں

مجھے یاد ہے کہ ”لیلۃ القدر“ کی راتوں کی صبح اکثر لوگ سوال کیا کرتے تھے کہ کچھ ظاہر ہوا؟ لیکن بزرگ ... لوگوں سے جب بھی یہ سوال کیا گیا ہے تو انہوں نے اپنی قلبی کیفیت کو ہی بتایا ہے۔ اور ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ دل پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ ایک انشراح کی کیفیت تھی۔ انبساط کی کیفیت تھی، روحانی سرور کی کیفیت تھی اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے کچھ ظاہری نشان بھی ایسے بھی دکھائے جن سے اندرونی کیفیتوں کو مزید تقویت ملی لیکن بچے بعض دفعہ کہہ دیا کرتے تھے کہ جی! ہم نے لیلۃ القدر دیکھ لی۔ اتفاق سے موسم ایسا تھا کہ رات بجلیاں چمکیں اور روشنی گھر کی کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوئی اور بچوں نے سمجھ لیا کہ جی ہم نے لیلۃ القدر دیکھ لی۔ ان کا شغل ٹھیک تھا۔ نیکی کی خاطر یہ بچپن کی باتیں تھیں مگر بڑوں کو بچپن کی یہ باتیں زیب نہیں دیتیں کیونکہ لیلۃ القدر کا ساری زندگی سے تعلق ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے رہیں کہ آپ کو یہ مبارک...

ملا نصیب ہو گیا ہے اور زندگی تاریک ہے تو کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ اس کی قطعی نشانی یہ ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی پاک تبدیلی پیدا ہو کہ اُس کا ماضی اُس کے مستقبل سے جُدا ہو جائے۔ گویا کہ اندر ایک نیا وجود پیدا ہو اور اس وجود کی روشنی پھیل جائے۔ [illegible] ایک ہی آن میں ایسے کامل طور پر قرآن کا نور نصیب ہو سکتا ہے نہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نور سے اس کا کامل تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کون سا نور ہے جس کی میں بات کر رہا ہوں۔ یہ نور قدر کا نور ہے۔ فیصلے کا نور ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے ایک فیصلہ اُترتا ہے اور دل کے نور سے تعلق قائم کرنے کے لئے دل کا فیصلہ بنتا ہے۔ یہ دو نور ہیں جو ملائے جاتے ہیں اور یہی وہ نور ہیں جن کو قرآن کریم نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کہہ کر بیان فرماتا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر جو نور آسمان سے نازل ہوا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دل سے ایک شعلہ بھڑکتا تھا اور پھر آسمان سے وہ نور اُترا ہے جسے محمد مصطفیٰؐ کا یا قرآن کا نور یا خدا کا نور کہا جاتا ہے۔ پس ایسا نور ہر دل سے ایک شعلے کی صورت میں اُٹھنا چاہیئے۔ یہ نور اُٹھے گا تو خدا کی طرف سے وہ نور نازل ہوگا اور یہ تقدیر ہے جو لیلۃ القدر کی تقدیر سے تعلق رکھنے والی تقدیر ہے جو ہر انسان پر آسکتی ہے اور اگر وہ چاہے تو ہر انسان کے نصیب میں ہے۔

پس دعاؤں کے وقت اپنے اندر کوئی ایسی پاک تبدیلی پیدا کرنا ضروری ہے جس کے بعد آپ دُنیا کے نہ رہیں بلکہ خدا کے ہو جائیں اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی کچھ علامتیں مشاہدہ کرنا بھی ضروری ہے جو آپ کے دل کو ہلا کر رکھ دیں اور آپ کی موت کو زندگی کا ایک نیا پیغام دے دیں۔ وہ موت جو آپ نے خدا کی خاطر قبول کی تھی اس موت کو زندگی میں تبدیل کر دیں اور خدا کی خاطر دُنیا سے تعلق کاٹ کر توڑ کر دُنیا کی روشنیوں سے منہ موڑ کر جب آپ نے اپنے لئے ایک قسم کا اندھیرا قبول کیا تو خدا تعالیٰ کا نازل ہونے والا نور اس اندھیرے کو یکدم روشنی میں بدل دیتا ہے۔ یعنی اندھیرا امید میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ کا نور خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے منشا کے مطابق ترقی کرتا بڑھتا رہتا ہے۔ بعضوں کا زیادہ تیز رفتاری سے بڑھتا ہے بعضوں میں نسبتاً کم تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتا ہے اور یہ نور انسان کی حفاظت کرتا ہے اور انسان ہمیشہ اس حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ وہ استغفار سے کام لے۔ مغفرت کا اس نور کو بچانے اور سنبھالنے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

حقیقی لیلۃ القدر

جس کو نصیب ہو جس کے پاس یہ نور ہمیشہ کے لئے رہے لیکن بعض دفعہ ایک انسان کو نور عطا ہوتا ہے اور اپنی غفلت سے اس کو سنبھال نہیں سکتا تو اسے بچانے کے لئے اس کو جو کوشش کرنی پڑتی ہے اس کا نام استغفار ہے۔ جیسے بعض دفعہ آپ دیا لے کر چلتی ہوئی ہواؤں میں نکلیں تو کس طرح آگے ہاتھ رکھ رکھ کر یا عورتیں بعض دفعہ اپنی چادر کے پلّو ڈال ڈال کر اس کو بچانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہی استغفار ہے۔

استغفار کا مطلب یہ ہے کہ پناہ میں آنا چُھپنا۔ کسی بد اثر سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنا۔ اس سے تعلق توڑنا۔ پس ہواؤں سے اس طرح اپنے آپ کو بچانا یہ استغفار ہے۔ ہمیں یہ خوشخبری تو دی گئی ہے کہ جو نور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا ہوا اس کو دُنیا کی کوئی آندھی بجھا نہیں سکے گی۔ وہ ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ لیکن ہر شخص کو اس بات کی ضمانت نہیں دی گئی کہ اُس کا نور محفوظ رہے گا بلکہ استغفار کے ذریعہ ہمیں نصیحت فرمائی گئی کہ مسلسل اس نور کی حفاظت کی کوشش کرو۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد مصطفیٰؐ کا نور لوگوں کی پھونکوں سے بجھایا نہیں جا سکتا۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ ہمیشگی کا نور ہے اور خدا اس کی حفاظت فرما رہا ہے لیکن اس ضمانت کے باوجود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کبھی ہمیشہ اس نور کی والہانہ حفاظت فرمایا کرتے تھے۔ دن کو بھی استغفار فرماتے تھے۔ راتوں کو بھی استغفار کیا کرتے تھے۔ زندگی کا ہر لمحہ اس نور کے گرد استغفار کی حصار میں تمام کرتا تھا اور ان کو مضبوط بناتا چلا جاتا تھا اور اونچا کرتا چلا جاتا تھا۔

پس خدا کی طرف سے اس نور کی حفاظت کا جو وعدہ ہے اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو غافل نہیں کیا بلکہ اور زیادہ اس کی قدر کرنے اور زیادہ آپ کی طرف سے اس نور کو قائم اور دائم رکھنے کے لئے کوششیں ہوئیں۔ پس ہم جو کمزور ہیں ہم پر بھی لازم ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ہمیں لیلۃ القدر عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کو یہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو پھر ہم بھی اس نور کی حفاظت کریں اور دل و جان سے اس پر نگران رہیں۔ اپنے نفس کی پھونکیں ہیں جن سے ڈرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

دشمن کی پھونکیں بے حقیقت اور بے معنی ہیں لیکن نفس کی پھونکیں زیادہ خطرناک ہیں۔

وہ اس نور کو بجھانے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس لئے یہ دعا بھی سکھائی گئی کہ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا کہ اے خدا ہم تجھ سے "مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا" اپنے نفس کے شرور سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا اور اپنے اعمال کی بد بوؤں سے۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک حملہ ہے جو انسان پر ہو سکتا ہے اور وہ شیطان اس نور کے بجھانے کے در پے ہوتا ہے جو انسان کے رگ و ریشہ میں موجود ہے اور یہ اس شیطان کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا [illegible] تعلق ہے لیکن یہ شیطان کی شعلہ ہے۔ یہ خدا کے نور کو بجھانے کے لئے دشمن کی [illegible] الاشتعال ہے اور اس [illegible] آسمانی نور ہے اس کو نور کہا گیا ہے نار نہیں فرمایا گیا۔ پس [illegible] چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان کے اس آخری عشرہ میں ایسی حالت میں داخل فرمائے کہ ہم میں کثرت سے لیلۃ القدر کی زیارت کرنے والے پیدا ہوں۔ ایسے خوش نصیب پیدا ہوں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن اور محمدؐ کے نور کے ساتھ ایک دائمی تعلق عطا ہو اور وہ تعلق اُن کی ساری زندگی کے تمام اندھیروں کو روشنی میں بدل دے۔ ایسے لوگ اگر پیدا ہوں گے تو پھر زمانے کی تقدیر ان سے وابستہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا سورۃ عصر میں ذکر فرمایا گیا۔ وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ ہم زمانے کی قسم کھاتے ہیں۔ سارا زمانہ اس بات پر گواہ ہے کہ انسان بحیثیت انسان گھاٹے میں پڑ گیا۔ مشرق بھی گھاٹے میں چلی گئی، مغرب بھی گھاٹے میں چلی گئی۔ شمال بھی اور جنوب بھی۔ کالے اور گورے اور زرد اور سرخ تمام قومیں اس وقت گھاٹے کی حالت میں ہیں۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ ہاں سوائے خدا کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے شیدائیوں کے وہ مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حقیقی معنوں میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے اور اس کے نتیجہ میں آپ کے اعمال میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق کے ساتھ اور صبر کے ساتھ زمانے کی تقدیر بدلنے کی کوشش کرتے پائے گئے اور یہ وہ کام ہے جو آپ کو عطا کی گئی ہے۔

اے جماعت احمدیہ! اس قدر کی رات کی قدر کرو۔

تم نے وہ صبح طلوع کرنی ہے جو نورِ مصطفویؐ کی صبح ہوگی۔ تم نے وہ صبح طلوع کرنی ہے جو نورِ فرقان کی صبح ہوگی لیکن دعاؤں اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ صبر کے ساتھ اور حق کے ساتھ مستقل مزاجی کے ساتھ یہ جد و جہد کرتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ کیا خود تمہیں یہ صبح نصیب ہو گئی ہے کہ نہیں۔ اگر تمہیں یہ صبح نصیب ہو گئی تو یاد رکھو کہ دُنیا کی تقدیر بھی روشن ہو جائے گی اور اگر تمہیں یہ صبح نصیب نہ ہوئی تو کس روشنی سے دُنیا کی تقدیر بدلو گے۔

قرارداد تعزیت

بر وفات حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لجنات اماء اللہ آندھرا پردیش

ہم تمام ممبرات لجنات اماء اللہ صوبہ آندھرا پردیش (بھارت) اپنے رنجیدہ دلوں کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سانحہ ارتحال پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت بیگم صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام قرب عطا فرمائے اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور پیاری صاحبزادیوں اور دیگر افراد خاندان مسیح موعودؑ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

اس عظیم صدمہ کے موقعہ پر ہم تمام ممبرات حضور پُر نور۔ صاحبزادیاں۔ افراد خاندان مسیح موعودؑ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ (ربوہ) حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان و ناظر اعلیٰ اور حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتی ہیں اور دعائیں بھی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ پر مغفرت کے تمام دروازے کھول دے اور حضور انور کو اپنی بے شمار برکتوں اور افضال سے اس قدر نوازے کہ غلبہ اسلام کی صدی قریب سے قریب تر ہو کر ہمیں بھی اپنا جلوہ دکھائے۔

آپ دنیا کی وہ خوش قسمت خاتون مبارکہ تھیں جس کا سرتاج خلیفۂ وقت ہے۔ اور اسلامی قیادت کا جھنڈا تھامے ہوئے دنیا کو للکار رہا ہے کہ آؤ اسلامی خلافت سے وابستہ ہو جاؤ اسی میں عالم اسلام کی ترقی پنہاں ہے۔

ہجرت یعنی ربوہ سے لندن تشریف لے جانے کے بعد آپ حضور پُر نور کے ساتھ متعدد تبلیغی و تربیتی دورے فرمائیں اور بہر حال خلیفۂ وقت کا ساتھ دیا۔ آپ نے ہنس مکھ چہرے سے ہر احمدی خاتون کا دل موہ لیا۔ گو آپ ایک عرصہ دراز سے بیماری کے کٹھن دور سے گذر رہی تھیں مگر کبھی حضور کے دوروں اور تبلیغی امور میں روک نہیں بنیں۔

جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر آپ شدید بیمار تھیں مگر دیدار دار المسیح کی تڑپ ہی آپ کو قادیان لائی۔ قادیان میں آپ کی تشریف آوری آپ کے ہمت و استقلال، صبر و تحمل۔ ایمانی قوت۔ حوصلہ اور توکل علی اللہ کی ایک بیّن دلیل ہے۔ ورنہ کوئی اور ہوتا تو اتنا لمبا سفر اس موذی بیماری میں اختیار نہ کرتا۔

آہ! کس کو معلوم تھا کہ آپ اتنی جلد اس جہان فانی سے کوچ کر جائیں گی مگر یہ دنیا سرائے فانی ہے یہاں جو بھی آتا ہے اس کو ایک نہ ایک دن کوچ کر جانا ہے مگر مبارک ہیں وہ وجود جو اپنے پیچھے حسین یادگاریں چھوڑ جاتے ہیں جس پر آئندہ آنے والی نسلیں فخر کے ساتھ اسی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ اس وقت ہم اپنے زخمی قلوب کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

(ممبرات لجنات اماء اللہ آندھرا پردیش بھارت)

لجنہ اماء اللہ برطانیہ

پیاری سیدہ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات ہم سب کے لئے انتہائی غم و اندوہ کا باعث ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پیاری سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے لئے تمام افرادِ جماعت نے انتہائی درد و کرب سے دعائیں کیں اور صدقات دیئے لیکن مشیّتِ ایزدی غالب آئی۔ دل غم سے بوجھل ہیں۔ مگر ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا مولیٰ راضی ہو۔ اُسی کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم ہیں۔ ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ممبرات لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا زیادہ قریبی اور دلی تعلق حضور انور اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے لندن میں ۱۹۸۴ء میں دورہ کے بعد شروع ہوا۔

۱۹۸۴ء میں ہجرت کے بعد سے ہم سب کو آپ کی سادہ، پُرخلوص اور مہربان ہستی سے جس قدر پیار اور محبت ملا اُس کے اظہار سے اس وقت قلم عاجز ہے۔ پیاری بیگم صاحبہ سب کے دکھ سکھ میں شریک ہوتیں، اپنے نرم اور پیارے انداز میں تسلی دیتیں۔ محمود ہال میں ہونے والی ہر شادی میں باوجود طبیعت کی خرابی کے شرکت کرتیں اور محفل کی رونق کو چار چاند لگاتیں۔

لجنہ کے ہر فنکشن کی رُوحِ رواں تھیں۔ اجتماعات اور کھیلوں کے موقع پر ہماری حوصلہ افزائی فرماتیں۔ باوجود ناسازیٔ طبع کے لمبا عرصہ کھڑے رہ کر اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائیں اور حوصلہ افزائی فرماتیں۔

ممبراتِ لجنہ اماء اللہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی زندگی میں اُن کے حُسنِ سلوک، شفقت اور محبت کی وجہ سے اُن کی احسان مند تھیں اور اب وفات کے بعد بھی حضور انور نے جس درد اور کرب کے ساتھ تمام خاوندوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تلقین فرمائی ہے، حضرت بیگم صاحبہ کا خواتین کے لئے یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے۔

پیاری سیدہ بیگم صاحبہ کی وفات ہم سب کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہم اپنے آقا کے ساتھ اِس غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ اے قادرِ مطلق تو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کو اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور اُن کے مرقد پر اپنے انوار کی بارش نازل فرما اور اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دے۔ آمین اور اُن کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا چلا جا۔ آمین اللّٰھُمَّ آمین۔

ہم اپنے پیارے مولیٰ کریم کے حضور طالب دعا ہیں کہ وہ ہمارے پیارے آقا اور پیاری صاحبزادیوں کو اِس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ دلوں پر سکینت نازل فرمائے اور دونوں جہانوں کی نعمتوں کا وارث بنائے اور ہر دُکھ سے محفوظ رکھے۔ آمین اللّٰھُمَّ آمین۔

ہم سب ممبراتِ لجنہ اماء اللہ برطانیہ تمام افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اظہارِ تعزیت کرتی ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ زخمی دلوں پر سکینت نازل فرمائے اور صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو اعلیٰ علیّین میں اپنے فضل سے جگہ عطا فرمائے۔ آمین

ممبراتِ لجنہ اماء اللہ برطانیہ

لجنہ اماء اللہ کیندرا پاڑہ

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ کیندرا پاڑہ انتہائی شفیق دل والی اور ناقابل تلافی وجود کی جُدائی کو حد درجہ محسوس کرتی ہیں۔ ہماری صد احترام حضرت آصفہ بیگم صاحبہ مرحومہ جماعت کے لئے ایک بہت بڑی قیمتی وجود تھیں۔ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ کے غایت درجہ اندوہناک اور اچانک انتقال پُر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔ آپ کے اندر بہت سی خوبیاں تھیں اور آپ اوصاف حمیدہ پاکیزہ خصلتوں سے پُر تھیں۔ افسوس صد افسوس کہ اس طرح کی شخصیت کے وجود بابرکت سے ہم محروم ہو گئیں۔

اپنے غمگین دلوں سے اس سانحہ ارتحال پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور چاروں بیٹیوں اور دیگر لواحقین کی خدمات میں غم اور صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے دلی ہمدردی اور تعزیت پیش کرتی ہیں۔ اور دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ہم ہیں غمزدہ ممبرات لجنہ اماء اللہ کیندرا پاڑہ۔ اُڑیسہ

خصوصی درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان ان دنوں اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے علاج کے سلسلہ میں دہلی میں مقیم ہیں۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی بینائی بوجہ دونوں آنکھوں کی پتلیاں خراب ہونے کے متأثر ہو چکی ہے بائیں آنکھ کا CORNEA GRAFTING کا آپریشن جلد کرانا ضروری ہے۔ جملہ احباب جماعت سے محترمہ موصوفہ کے آپریشن کی کامیابی اور معجزانہ شفا کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

پرچہ ترجمان کی قلابازیاں

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ)

جماعت اسلامی کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنے متبعین کو جھوٹ کی تعلیم دیتے ہوئے یہ فتویٰ دیا تھا کہ

"عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں کہ جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب کا فتویٰ دیا گیا ہے۔"

(ترجمان القرآن مئی ۵۸ء)

جھوٹ کے جواز میں اس فتویٰ سے مودودی صاحب کے متبعین خوب فائدہ اٹھاتے رہے۔ اور اس فتویٰ کی آڑ میں جماعت احمدیہ کے خلاف دل کھول کر جھوٹ استعمال کرتے رہے۔

اب مسلک اہل حدیث کے داعی اور مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کے نقیب ہفت روزہ جریدہ "ترجمان" نے بھی اسی مودودی مسلک کو اپنایا ہے۔ یہ لوگ بھی جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ افتراء بددیانتی جیسے اوچھے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں اتر آئے ہیں۔

چنانچہ اسی ہفت روزہ جریدہ کی ۸ تا ۱۵ جنوری ۹۲ء کی اشاعت نے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقیات کی وجہ سے کینہ و حسد کا اظہار کرتے ہوئے ایک مضمون شائع کیا ہے "قادیانی فتنہ کی باسی کڑھی میں ابال" کے زیر عنوان اس مضمون میں ہندوستانی مسلمانوں کو ہوشیار رہنے کی تلقین کرنے والے مضمون نگار نے اپنا نام ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کی اور اپنا منہ چھپائے رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار کی نگاہ اب بھی پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اور وہیں سے بہتان حاصل کرتے رہتے ہیں چنانچہ لکھا۔

"پاکستان میں قادیانیوں کو مسٹر بھٹو کے زمانہ میں ہی غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں اس سے متعلق قانون کو سخت بنا دیا گیا ہے۔"

لیکن مضمون نگار نے اس حقیقت سے آنکھیں بند کر دیں کہ اس غیر اسلامی قانون کا نتیجہ خدا کا [illegible] کس رنگ میں ظاہر ہوا۔

[illegible] ایک عرصہ تک جیل کی سلاخوں میں بند رہ کر [illegible] زندگی گذار کر [illegible] المہاد کا مزا چکھتے رہے۔ اور بالآخر غیر مسلم اور کافر ہونے کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر پھانسی پر لٹک کر اپنی جان دے دی۔

ضیاء الحق کا انجام اتنا عبرتناک رہا کہ اس نے رہتی دنیا تک کے لئے فرعون، ہامان اور نمرود کی صف میں اپنا مقام مخصوص کر دیا۔ [illegible] رہتی دنیا تک کے [illegible] نمونہ بن گیا۔

پس ہمارے مضمون نگار بھی ان حقائق سے آنکھیں بند کر کے سوائے علیہم ما نذروا [illegible] ثم لا یومنون کا مصداق بن گئے۔ مضمون نگار نے اپنے مضمون کو اس طرح جھوٹ اور افتراؤں سے زینت بخشی کہ ہر فقرہ پر دل کی گہرائی سے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی صدا بلند ہوتی رہی۔

مضمون نگار لکھتے ہیں:

"دراصل قادیانیوں کو اس لئے غیر مسلم قرار دیا گیا کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔"

اس جھوٹ اور افتراء کا جواب ہم پچھلی ایک صدی سے زائد عرصہ سے دیتے آئے ہیں۔ لیکن عقل کے اندھوں کو یہ سچائی نظر نہیں آتی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے نہایت واضح رنگ میں فرمایا تھا کہ

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے ۔۔۔۔۔ ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔"

(الملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

"حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا۔ اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۹)

اس اظہار حقیقت کے بعد مضمون نگار کے مذکورہ الزام پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

مضمون نگار آگے رقمطراز ہے:

"قادیانیوں کی [illegible] ان کے مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلی بار مکہ مکرمہ میں محمد کی شکل میں جنم لیا (نعوذ باللہ) اور پھر دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد کی شکل میں!"

یہ اتنا شدید بہتان ہے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی گرفت اور لعنت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ الا ماشاء اللہ

جماعت احمدیہ کا قطعاً یہ دعویٰ اور عقیدہ نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ سورۃ جمعہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا تھا پہلی بعثت امیین میں ہوئی۔ اور دوسری بعثت آخرین میں حسب ارشاد ربانی وآخرین منهم لما يلحقوا بهم آخرین میں ہونی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے استفسار پر واضح رنگ میں فرمایا تھا۔

لو كان الايمان عند الثريا لناله رجل او رجال من ابناء الفارس کہ جب آخری زمانہ میں مسلمانوں کے دلوں سے ایمان مرفوع ہو جائیگا تو فارسی الاصل میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص آکر اسے (ایمان کو) دوبارہ انسانی قلوب میں قائم فرمائیں گے۔ اور یہی شخص مسیح موعود و مہدی معہود ہوگا۔ گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت مکہ مکرمہ میں امیین میں ہوئی اور دوسری بعثت آخرین میں آپ کے متبع کامل اور روحانی فرزند حضرت مہدی و مسیح علیہ السلام کے ذریعہ ہوگی۔

اسی حقیقت کو الٹے رنگ میں پیش کر کے مضمون نگار نے اپنی کج روی کا اظہار کیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سید الکونین حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دعویٰ فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

نیز فرماتے ہیں:

"یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر میں آنحضرت صلعم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

یہ ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ کی حقیقت۔ مضمون نگار اپنے دل کی بھڑاس اس طرح نکالتا ہے کہ

"قادیانیوں کی کتابوں میں غیر قادیانیوں کو گالیوں سے نوازا گیا ہے ..... قادیانی اپنے مخالفین کے لئے بڑے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ کنجریوں کی اولاد ہیں۔ بیابانوں کے خنزیر ہیں۔ ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔"

یہ بہتان عظیم بھی مضمون نگار کے اندرون کی عکاسی کرتا ہے

واہ رے جوش جہالت خوب دکھائے رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس الزام تراشی کا جواب دیتے ہیں۔

"کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت جس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھوا کر صدہا پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب۔ مفسد۔ دجال۔ مفتری۔ مکار۔ ٹھگ۔ فاسق۔ فاجر۔ خائن رکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں۔ مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے۔ ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دکھ دیا اور حد سے زیادہ دکھ دیا۔ اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا۔ پس میں بجز اس کے کیا کہوں کہ یا حسرة على العباد ما يأتيهم من رسول الا كانوا به يستهزءون۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۳-۴۵۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کے لئے کبھی بھی وہ لفظ استعمال نہیں فرمائے جن کا ذکر مضمون نگار نے کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں آپ کے خلاف نہایت ذلت آمیز الفاظ استعمال کرنے اور گالی گلوچ کرنے والے معاندین اسلام کے جواب میں بعض حقائق کا اظہار فرمایا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پادریوں نے ہمارے دین کی نسبت کوئی دقیقہ طعن کا اٹھا نہیں رکھا۔

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور بہتان لگائے اور دشمنی کی اور تم دیکھتے ہو کہ وہ اپنے عقیدہ میں کیسے سخت ہو گئے ہیں اور کیسے تعصب سے افروختہ ہیں...... اور تھوڑی مدت سے ایک لاکھ کتاب انہوں نے ایسی تالیف کی ہے جس میں ہمارے دین اور رسول صلعم کی نسبت بجز گالیوں اور بہتان اور تہمت کے اور کچھ نہیں اور ایسی پلیدی سے وہ تمام کتابیں پُر ہیں کہ ہم ایک نظر بھی ان کو دیکھ نہیں سکتے اور تم دیکھتے ہو کہ ان کے فریب ایک سخت آندھی کی طرح چل رہے ہیں اور تم مشاہدہ کرتے ہو کہ ان کا وجود تمام مسلمانوں پر ایک موت کھڑی ہے......

پس خدا تعالیٰ نے ایک انسان کو مسیح کے نام پر ملت اسلامیہ میں بھیجا تا اس امت کی بزرگی ظاہر ہو اور یہ بھیجنا اس وقت ہوا جب فساد کمال کو پہنچ گیا۔ اور لوگ کثرت سے مرتد ہونے لگے۔ اور ذیاب نے تباہی ڈالی اور کلاب نے آوازیں بلند کیں اور بہت سی کتابیں گالیوں سے بھری ہوئی تالیف کی گئیں اور جھوٹ کی فوجوں اور ان کے سواروں اور پیادوں نے اسلام پر چڑھائی کی۔

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۲-۱۴)

اب مضمون نگار اس حقیقت پر پردہ ڈالتے ہوئے عیسائیت اور دجالیت کا ایجنٹ بن کر جماعت احمدیہ کے خلاف عوام الناس کو اشتعال دینے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

آگے چل کر مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مرزا غلام احمد القادیانی انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ انگریزوں کے اشاروں پر ہی اس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا اور اس طرح اسلام میں انتشار پیدا کرنے کا موجب بنا۔"

یہ الزام جتنا لغو بے حقیقت اور بے بنیاد ہے اتنا ہی اسے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا ہے اسے میں خود تباہ کر دونگا۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل والی آیت میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر کوئی دعویٰ خدا تعالیٰ کی طرف سے کرتا ہے ایسا شخص ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت اسے ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ لیکن یہاں کیا ہو رہا ہے! بقول مضمون نگار کے انگریزوں کے اشاروں پر آپ نے نیا مذہب ایجاد کیا اور انگریزی طاقت و حکومت آپ کو خدائی عذاب سے بچا لیتی ہے۔ اور خدا کی قدرت کی انگریزی حکومت اور اس کی طاقت کے بالمقابل ایک نہ چلی۔

اور پچھلے ۵۰ سال سے آپ کی جماعت اکناف عالم میں پھیل کر دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی جارہی ہے۔ اور خدا خاموش تماشائی بنا بیٹھا ہے۔ سچ ہے کہ حق کی اندھی مخالفت انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتی ہے! بانی سلسلہ عالیہ نے اپنی آمد کی غرض عیسائیت کا استیصال اور کسر صلیب قرار دی ہے اور اپنی عمر عزیز کا اکثر حصہ اس کے لئے وقف فرمایا جس کی تفصیل کا یہاں گنجائش نہیں۔

اس حقیقت کے باوجود یہ کہنا کہ وہ مملکت برطانیہ جس کا مذہب عیسائیت ہے اور لاکھوں کروڑوں روپئے CHURCH کے ذریعہ تبلیغ عیسائیت میں خرچ کرتی تھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرورش اسلئے کی تھی کہ آپ انگریزی حکومت کے سایۂ عاطفت میں رہتے ہوئے عیسائیت کی تردید اور اس کے استیصال کے لئے کوشاں رہتے!

ظاہر ہے یہ خیال انتہائی مضحکہ خیز اور عقل و دانشمندی کے دیوالیہ پن کا واضح ثبوت ہے۔

جماعت احمدیہ کے خلاف کئے جانے والے اس الزام کا خدا تعالیٰ نے خود عملی رنگ میں جواب دیا ہے کہ عالم اسلام میں انگریزوں کی غلامی کرنے والے اور ان سے استمداد کرنے والے کون ہیں۔

پچھلے سال جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تو مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ مدینہ کے پاسبان ہونے کے دعویداروں نے انگریزوں کی پناہ چاہی اس کے لئے انہوں نے اپنے ہی تنخواہ دار مفتیوں سے فتوے بھی حاصل کر کے شائع کئے۔

اس جنگ کے موقعہ پر اسلامی ممالک نے اپنے ہی ایک اسلامی حکومت کے خلاف لڑنے کے لئے انگریزوں سے مدد حاصل کی جس کے نتیجہ میں عرب کے مقدس مقامات میں پانچ لاکھ کے قریب دجالی فوجوں نے قدم رکھا جس میں ایک معقول حصہ یہودیوں کا تھا۔ ان مقدس مقامات میں ان انگریزوں کو ہر من مانی کرنے کی کھلی چھٹی دی گئی! یہ لوگ افیم ڈرگس اپنے ساتھ لائے سرزمین رسالت پر AIDS کی بیماری اپنے ساتھ لے کر گئے۔ ان حقائق کے باوجود آج بھی جماعت احمدیہ پر یہی الزام دہرایا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی قائم کردہ جماعت ہے۔ جی ہاں! انگریزوں کے یہ حامی سانپ کی طرح کینچلی بدل کر اس رنگ کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ گویا یہ روز اول سے انگریزوں کے خلاف ہیں۔ سچ ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی!

آخر میں مضمون نگار اپنے مضمون کی تان اس طرح توڑتے ہیں۔

"بہت سے مسلمان قادیانیوں کی خاطر کفر سے مرتد ہو جاتے ہیں۔"

حضور [illegible] یہ ایسے خدائی نوشتہ ہے کہ ایمان لا کر باطل [illegible] حق و صداقت ہمیشہ مرتد ہوا ہی

رہتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

عنقریب [illegible] مغلوب الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اشد عذاب (آل عمران)

ہم منکرین حق و صداقت کو دارین میں عذاب [illegible] ڈالتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ [illegible] کو [illegible] ہو جاتے ہیں۔

اس خدائی فیصلہ کے آگے مضمون نگار کچھ نہیں کر سکتے! ان کا کچھ نہیں چل سکتا!! اس مضمون کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک پر شوکت اعلان کے ذریعہ جو آپ نے منکرین حق و صداقت سے کیا تھا ختم کرتا ہوں۔

"اس مذہب کے پاک چشمہ سے پھوٹنے والی لازوال محبت کو نفرت اور عناد میں تبدیل کرنے والو

اے! ہر نور کو نار میں اور ہر رحمت کو زحمت میں بدلنے کے خواہاں بدقسمت لوگو! ...... یاد رکھو تمہاری ہر سفلی تدبیر خدائے برتر کی غالب تقدیر سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو جائیگی۔ تمہارے سب ناپاک ارادے خاک میں ملا دیئے جائینگے اور رب اعلیٰ کی تقدیر کی چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر اپنا سر ہی پھوڑ دوگے۔ تمہاری ظلمت کی ہر جھلک [illegible] پھر مصطفوی اسلام سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گی اور بکھر جائیگی۔ اور اسے پیش قدمی کی اجازت نہیں ملیگی......

...... تمہارے مقدر میں ناکامی اور پھر ناکامی کے سوا کچھ نہیں اور دیکھو اسلام کے جان نثار اور فدائی ہم وہ مردان حق ہیں جن کی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ دکھلائے گا۔ وہ دن دور نہیں کہ ہر وہ لفظ جو آج میں نے آپ سے بیان کیا ہے سچا ثابت ہوگا۔ کیونکہ یہ میرے منہ کی بات نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا اٹل فیصلہ ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوا اور کبھی تبدیل نہیں ہوگا۔ احمدیت نے کبھی ناکام نہیں ہونا کسی منزل پر ناکام نہیں ہونا۔ آگے سے آگے بڑھنا ہے۔ انشاء اللہ العزیز

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وقف نو میں بچے پیش کرنیوالے خوش قسمت والدین کیلئے

پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

فرمایا "میں جماعت کے اس حصّے کو نصیحت کرتا ہوں جسکو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایت کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھکر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کرکے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کیلئے تیار کرنا شروع کریں۔"

فرمایا "یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے بچوں کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے جتنی محبت خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشاد گرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے۔ تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخلصین جماعت نے اس سال قادیان میں انکی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام کروائے جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ایک جانور کی قیمت کا اندازہ دریافت کیا ہے۔ سو ایسے احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت ۔/425 روپے ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

ضروری اطلاع

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کے مطابق قادیان میں جدید پریس لگایا جا رہا ہے اور اولین فرصت میں پرنٹنگ پریس کا عملہ مصروف ہے اور اخبار بدر کی طباعت [illegible] ہو رہی ہے جس کے باعث کچھ عرصہ تک اخبار تاخیر سے پہنچ رہا ہے اسلئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

(مینیجر بدر قادیان)

دعائے مغفرت

مکرم محمد اکرم خان صاحب غوری

افسوس! میرے شوہر محترم محمد اکرم خان صاحب غوری بقضائے الٰہی ۲۱ جنوری ۹۲ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی نیز بعد میں تابوت کھلوا کر چہرہ دیکھا۔ اور پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا کی۔

غوری صاحب مرحوم ایبٹ آباد کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۲۸ء میں مشرقی افریقہ چلے گئے۔ نیروبی (کینیا) گورنمنٹ ہائی سکول میں پڑھانا شروع کیا۔ جہاں حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم اور سید عبد الرزاق شاہ صاحب مرحوم سے دوستانہ تعلقات استوار ہوئے۔ ان بزرگوں کے نیک نمونہ۔ تبلیغ۔ تو جہ اور گہرے مطالعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے خاندان میں سب سے پہلے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور تادم آخر اخلاص و وفا کے ساتھ وابستہ رہے۔ مرحوم جوانی سے پابند صوم و صلوٰۃ۔ شب بیدار متقی۔ منکسر۔ مہمان نواز۔ متوکل علی اللہ۔ اور سخی انسان تھے۔ اپنے عزیز و اقارب سے انتہائی حسن سلوک کرتے۔ ہر کس و ناکس کے دکھ میں شریک ہوتے۔ اور حتی الوسع امداد کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے جنازہ میں غیر مسلم انگریز۔ ہندو اور سکھ لوگ بھی شامل ہوئے اور تعزیت کے لئے آئے۔ مرحوم جماعت احمدیہ نیروبی کے پہلے قائد منتخب ہوئے۔ اور بعد میں بھی ہمیشہ جماعتی کاموں میں خلوص اور لگن سے حصہ لیتے رہے۔ بچوں اور عزیزوں کو اس طرف خصوصی توجہ دلاتے۔ تبلیغ کا جنون تھا۔ عزیزوں اور دوستوں کو آخری ایام تک تبلیغی خطوط لکھتے رہے۔ مالی جہاد میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مرحوم موصی تھے۔ کینیا کے شہر کیسومو میں اپنے خرچ پر مسجد تعمیر کروائی۔

خلافت ثالثہ کے دوران زندگی وقف کرنے کی سعادت ملی۔ کئی سال تک مسجد فضل لندن میں بطور سیکرٹری کام کرتے رہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر تقریباً دو سال تک مسجد بشارت پیڈرو آباد سپین میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کی چند کتابوں اور کئی بزرگوں کی اہم تقاریر کا اردو سے انگریزی میں ترجمہ بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(رضیہ غوری لندن)

محترمہ کبریٰ بی بی صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ کبریٰ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم عبد العزیز صاحب بھدرک بعمر ۶۵ سال مورخہ ۳/۲/۹۲ء کو ہم سب کو داغ جدائی دے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات سے دو دن قبل ہائی بلڈ پریشر کی شکایت سے گر کر بے ہوش ہو گئیں۔ فوراً مقامی ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ اور تقدیر الٰہی غالب آگئی۔ "بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر" مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند۔ تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھیں۔ بہت ہی ملنسار، غریب پرور اور سلسلہ سے بے پناہ محبت رکھنے والی تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل اور استقامت عطا کرے آمین۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ بھی تھیں۔ اعانت بدر میں پچاس روپیہ ادا کئے گئے ہیں۔

(شیخ عبد السلام احمدی۔ بھدرک اڑیسہ)

مکرم شیخ شمس الحسن صاحب

افسوس! محترم حسن صاحب ۲۰ اگست ۹۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ۱۹۳۳ء میں آئی۔ سی۔ ایس کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا اور صوبہ مدراس ہندوستان میں سب کلکٹر رہے۔ اس کے بعد کئی مقامات پر کرنال اور [illegible] میں کلکٹر رہے۔ قیام پاکستان ۱۹۴۷ء تک مدراس میں چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز رہے۔ پاکستان میں کچھ مدت کے لئے ملتان۔ ساہیوال۔ گوجرانوالہ میں ڈپٹی کمشنر اور شیخوپورہ میں سیشن جج مقرر کئے گئے۔ بعد ازاں ۱۹۵۰ء میں ڈھاکہ میں سیکرٹری اور چٹاگانگ میں کمشنر رہنے کے بعد ڈھاکہ میں بطور ممبر بورڈ آف ریونیو ۱۹۶۷ء تک خدمات سرانجام دیتے۔ آپ دس سال تک ڈھاکہ کے امیر جماعت رہے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کمیٹی کے ممبر کے طور پر بھی خدمات کی توفیق ملی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد لاہور چھاؤنی کی جماعت کے قاضی بھی مقرر کئے گئے۔ جب تک صحت نے اجازت دی یہ فرض بخوبی سرانجام دیتے رہے۔ الحمد للہ۔

عرصہ تین چار سال سے بینائی سے محروم تھے۔ مگر یہ ان کی ہمت و حوصلہ تھا کہ کبھی اپنی محتاجی کی شکایت زبان پر نہ لائی۔ جمعہ کی نماز کے لئے دار الذکر اور رمضان میں تراویح کے لئے بھی برابر جاتے رہے۔ جب آنکھوں کا اثر دماغ پر بھی ہونے لگا تو بعد میں گھر پر نماز باجماعت۔ درس کو بھی سنتے تھے وہ بھی دشوار ہو گیا۔ آخر میں Bed Sore اور بخار بھی رہنے لگا۔ نقاہت معمول رہ گئی۔ ہم بار بار عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ آپ بھی پڑھتے پڑھتے خدا کے حضور چلے گئے۔

ایک طویل زندگی محترم حسن صاحب کے ساتھ خوشگوار گزری۔ اللہ تعالیٰ محترم حسن صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

(زینب حسن بنت شیخ عبد اللہ الدین صاحب مرحوم)

مکرم شیخ محمد رضوان صاحب

افسوس! مکرم شیخ محمد رضوان صاحب کی طبیعت ۸ فروری کو شدید خراب ہو گئی۔ اور ۹ فروری ۹۲ء کو موئی ہسپتال میں تقریباً سوا تین بجے دوپہر کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے لہٰذا احمدیہ قبرستان موسیٰ بنی مائینز میں امانتاً دفن ہوئے۔ جنازے کے وقت احمدیوں کے علاوہ کمپنی کی طرف سے بہت بڑی تعداد غیر مسلموں کی حاضر ہوئی جو رضوان صاحب کی اعلیٰ کارکردگی، شرافت، ایمانداری اور سخاوت کا ثبوت تھی۔ اور مرحوم کے اوصاف بیان کئے۔ مرحوم پابند نماز تھے۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آخری دن فجر کی نماز وقت پر ادا کی۔ چندے باقاعدگی سے ادا کرتے۔ مرحوم کے انتقال سے دس دن پہلے مرحوم کے بڑے بھائی محمد عثمان صاحب کا انتقال بھی اچانک ان کے آبائی گاؤں بلاری میں ہو گیا تھا جس کا آپ کو بے حد غم اور صدمہ تھا۔ مرحوم کی بوڑھی والدہ پر بھی اس کا انتہائی غم اور صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور مرحوم کی اہلیہ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حامی و ناصر ہو۔

(سید خالد احمد۔ موسیٰ بنی مائنز)

قرار داد تعزیت

جماعت احمدیہ برطانیہ کے احباب نے یہ خبر بہت افسوس سے سنی کہ مکرم مولود احمد خان صاحب سابق امام مسجد فضل لندن مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء کو لمبی بیماری کے بعد لندن میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم ۷ مارچ ۱۹۲۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ علمی میدان میں اور تقریر کے میدان میں پیش پیش رہے۔ بی۔ اے کرنے کے بعد زندگی وقف کی۔ اور جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد باقاعدہ تبلیغی میدان میں قدم رکھا۔ ۱۹۵۲ء میں آپ نائب امام مسجد فضل لندن مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں آپ امام مسجد فضل لندن کی خدمت پر فائز ہوئے اور ۱۹۶۰ء تک یہ خدمت سرانجام دینے کی سعادت پائی۔ بہت علم دوست آدمی تھے۔ اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ جہاں بھی کسی معاند اسلام نے اسلام پر اعتراض کیا ہو اس کا فوری جواب دیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم مولود احمد خان صاحب کی خدمات کو نوازے اور درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ ہم جملہ افراد خاندان سے اس موقع پر دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ)

درخواست ہائے دعا

● مکرم مولود احمد خان صاحب مقیم جرمنی کے بڑے بھائی مکرم مولود احمد خان صاحب لندن میں وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت۔ درجات کی بلندی اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ نیز ان کے دوسرے بڑے بھائی داؤد احمد خان صاحب بوجہ کینسر (TUMER) بیمار اور داخل ہسپتال ہیں۔ مکرم مولود احمد خان صاحب آجکل کافی پریشان ہیں۔ اپنے بھائی کی کامل شفایابی اور بیوی بچوں کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اعانت بدر میں ۲۰ روپے ادا کئے ہیں۔ (ادارہ)

● مکرم منیر الحق صاحب مبلغ سلسلہ کوکنور (آندھرا) کے دو بیٹے جواد الحق (عرفان) کئی ہفتے بیمار ہیں۔ کامل شفایابی کے لئے۔

● مکرمہ آمنہ قمر النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ برگ (جرمنی) اپنے بچوں سیدہ قمر الاسلام، سیدہ تنویرالاسلام اور سید فراز احمد طاہر کی دینی و دنیوی ترقیات اور علم قرآن سے بہرہ ور ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

● مکرم سید سعید احمد صاحب آف ربوہ نزیل قادیان داماد حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ احباب کرام سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(ادارہ)

حضور انور کے خطباتِ جمعہ کی کیسٹ سُنانے کا طریق

ایک دوست نے حضور انور کی خدمت میں تحریر کیا کہ مقامی خطیب خطبہ کے وقت سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور کے خطبہ کی کیسٹ لگا دیتے ہیں پھر آخر پر خطبہ ثانیہ پڑھتے ہیں

اس پر حضور نے فرمایا :—

"یہ طریق درست نہیں۔ خطبہ سے پہلے یا نمازِ جمعہ کے بعد کیسٹ سُنائی جائے اور مختصر مسنون خطبہ دے کر نمازِ جمعہ پڑھائی جائے۔ بیچ میں کیسٹ نہ سُنائی جائے۔"

جملہ احباب حضور انور کے ارشاد کی پابندی فرمادیں۔ حضور نے اپنے خطبات میں بھی اس امر کی وضاحت فرمائی ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پروگرام دورہ جات نمائندگانِ وقفِ جدید

جملہ جماعتہائے احمدیہ صُوبہ یو۔پی ، راجستھان ، بہار ، بنگال و آسام کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ درج ذیل نمائندگان کو وقفِ جدید کے دَورہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ عہدیدارانِ جماعت ، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ وہ نمائندگانِ وقفِ جدید کے ساتھ حسبِ سابق تعاون فرماویں۔ متعلقہ جماعتوں کے عہدیداران کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

(۱) مکرم سید صباح الدین صاحب : صوبہ بہار۔ بنگال۔ آسام : مورخہ ۶/۵/۹۲ تا ۲۸/۶/۹۲

(۲) مکرم عبد القدوس صاحب : صوبہ یو۔پی و راجستھان : مورخہ ۱/۵/۹۲ تا ۱۵/۶/۹۲

ناظم وقفِ جدید قادیان

منظوری قائدین مجالس خُدّام الاحمدیہ بھارت

سال ۹۲-۱۹۹۱ء کے لئے درج ذیل قائدین کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

خوردہ : مکرم مجیب الحق صاحب

میرٹھ : مکرم مسعود احمد صاحب قمر

بھدرواہ : مکرم خورشید احمد صاحب

تاپا جولی : مکرم شمس العالم صاحب

شاہجہانپور : مکرم شتین خان صاحب

بنڈلہ پلی : مکرم عبد الرحمن صاحب

کاسر بہار : مکرم شیخ دستگیر صاحب

انیبیٹہ : مکرم سلیم احمد صاحب

سرینگر : مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد تانبک صاحب

اندورہ : مکرم منظور احمد خان صاحب

قائد علاقائی بہار : تا ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء : مکرم آفتاب عالم صاحب آف بھاگلپور

ارشادِ نبوی ﷺ

اَرْحَامُكُمْ اَرْحَامُكُمْ

(تمہارے رشتہ دار آخر تمہارے اولو الارحام ہی ہیں)

—(منجانب):—

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ ممبئی

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم جیولرز

پروپرائیٹر:— سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:— خورشید کلاتھ مارکیٹ ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد ۔ کراچی ۔ فون:— ۶۲۹۴۴۳

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان

پروپرائیٹر:— حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد

PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ (ترمذی)

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES

MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS

HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.

MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)

PHONES:- 011-3263992, 011-3282643

FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL

PHONES:- OFF:- 6378622 RESI:- 6233389

(PLEASE CONTACT FOR IMPOR AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)

PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD. OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, (ANDHERI EAST) BOMBAY - 400099

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے ملیں:—

نعیم احمد ڈار — احمدیہ پراپرٹی ڈیلر — احمدیہ چوک قادیان

قادیان ڈالفا۔

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS.

۱۲ ۔ بینٹو لین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" —کشتی نوح—

NIR **Starline**

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD. CALCUTTA - 700015.

پیش کرتے ہیں:— آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، بیٹر ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ

—(پیشکش)—

بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶

فون نمبرز:— 43-4026-5137-5206